© rasailojaraid.com

کے غرور و تکبر میں ایک شخص کو بے قصور قتل کر دیا۔ سلطان احمد شاہ اوّل کو معلوم ہوا تو اُس نے اپنے داماد کو باندھ کر قاضی کے پاس بھیج دیا۔ قاضی نے مقتول کے وارثوں کو دو سو اُونٹوں کے قصاص پر راضی کر کے سلطان کے سامنے پیش کیا۔ سلطان نے اُن کو دیکھ کر کہا کہ اگرچہ مقتول کے وارث راضی ہیں، لیکن مجھ کو خود یہ قبول نہیں کہ اس طرح دولت مند لوگ خونِ ناحق کرنے میں دلیر ہو جائیں گے، چنانچہ سلطان کا داماد قتل کیا گیا۔ سلطان کے حکم سے اُس کی لاش ایک روز تک دار پر لٹکتی رہی تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں''۔ (جسٹس ملک غلام علی)

پیداوار میں مزدور کا حصّہ

سوال: کیا قرآن وحدیث اور سلف سے اس کی کوئی نظیر پیش کی جاسکتی ہے کہ مزدور کو اس کی اُجرت کے علاوہ پیداوار کے منافع میں بھی شریک کیا گیا ہو؟

جواب: یہ مسئلہ دراصل مباحات میں سے ہے۔ شریعت کا اصول یہ ہے کہ انسان کو جس چیز سے منع نہیں کیا گیا ہے اسے وہ اسلام کے حدود اربعہ کا لحاظ رکھتے ہوئے کرسکتا ہے۔ قرآن وحدیث میں ہمیں معاشیات کے بارے میں چند بنیادی اصول دیے گئے ہیں۔ ان اصولوں کی روشنی میں ہم اپنی ضروریات کے مطابق تفصیلات طے کرسکتے ہیں۔

جہاں تک سلف سے نظیر لانے کا تعلق ہے تو اس کے متعلق یہ جان لیجیے کہ اس زمانے میں سرمایہ اور محنت کے وہ مسائل ہی پیدا نہیں ہوئے تھے، جن سے ہمیں یورپ کے صنعتی انقلاب کے بعد سابقہ پیش آیا ہے۔ جدید معاشی نظام نے انسانیت پر جو ظلم ڈھائے ہیں ان کا قرنِ اوّل میں کوئی نشان نہیں ملتا۔ اس زمانے میں چھوٹی چھوٹی گھریلو صنعتیں تھیں، جن میں دس دس، بارہ بارہ افراد کام کرتے تھے اور ایک کنبے کی طرح وہ اپنے معاملات طے کرلیا کرتے تھے۔ یورپ میں صنعتی انقلاب آیا تو اس نے بڑی تیزی سے پوری دنیا میں اپنے پنکھ پھیلا دیے اور گھریلو صنعتیں (Cottage Industries) دم توڑنے لگیں۔ بڑے بڑے کارخانے لگ گئے اور ہزاروں آدمی بیک وقت ایک کارخانے میں کام کرنے لگے۔ نتیجہ اس کا یہ نکلا کہ وہ محنت کش ایک بہت بڑے کارخانہ دار کے دستِ نگر ہوگئے۔ کارخانہ دار انھیں من مانی شرائط پر ملازم رکھنے لگا، اور وہ مجبور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تھے کہ کارخانہ دار کی شرائط پر کام کریں، کیوں کہ کام نہ کرنے کی صورت میں ان کا جینا محال تھا۔ ان کے پاس اتنی رقم بھی نہ تھی کہ ایک دن ہی فاقے سے بچ سکیں۔ دوسری طرف کارخانہ دار اتنی دولت کا مالک تھا کہ وہ دو سال بھی کارخانہ نہ چلائے تو اللے تللے سے رہ سکتا تھا۔ مزدور کی اس مجبوری سے سرمایہ دار نے خوب فائدہ اُٹھایا۔ بالآخر مزدوروں کے اندر اس ظلم کے خلاف لہر اُٹھی اور انھوں نے متحد ہوکر آواز بلند کی تو سرمایہ دار کو اس متحدہ قوت کے سامنے جھکنا اور مزدوروں کے انسانی حقوق تسلیم کرنا پڑے۔ ایک مدت کی جدوجہد کے بعد یورپ میں مزدور اور کارخانہ دار کے تعلقات خوش گوار مرحلے میں داخل ہوئے ہیں۔

اب سوال کے اصل نکتے کی طرف آتا ہوں، یعنی کیا مزدور کا اُجرت کے علاوہ نفع میں بھی حصّہ ہے؟ اس کا سیدھا سادا جواب یہ ہے کہ مزدور کو جو اُجرت ملتی ہے وہ دراصل نفع ہی کا ایک حصّہ ہوتی ہے۔ اب ضروری نہیں کہ وہ نفع میں اس کی نسبت کے عین مطابق ہو۔ چونکہ مزدور کو اپنی گزراوقات کے لیے ایک ماہانہ رقم کی ضرورت ہوتی ہے، اس لیے وہ رقم اسے تنخواہ کی صورت میں مل جاتی ہے، لیکن زائد منافع اس کا محفوظ رہتا ہے جو سال چھے مہینے میں پورا حساب لگانے کے بعد اسے بونس کی شکل میں ملنا چاہیے۔ (سیّد ابوالاعلیٰ مودودی)

مزدور نقصان کا ذمہ دار کیوں نہیں؟

سوال: جب مزدور منافع میں شریک ہونے کا دعوے دار ہے تو کیا یہ ضروری نہیں کہ اسے نقصان میں بھی برابر کا شریک ٹھیرایا جائے؟

جواب: 'شرکت' اور 'مضاربت' دو مختلف اصطلاحیں ہیں۔ 'شرکت' اسے کہتے ہیں کہ ایک آدمی کسی کاروبار میں اپنے سرمایے کے ساتھ شریک ہو۔ ایسی صورت میں کاروبار میں ہونے والے نفع اور نقصان میں دونوں حصّہ دار قرار پاتے ہیں۔ اور 'مضاربت' اسے کہتے ہیں کہ ایک آدمی کسی کاروبار میں محض اپنی محنت کے ساتھ شریک ہوتا ہے اور محنت کے صلے میں وہ اس کاروبار سے نفع حاصل کرتا ہے، مگر وہ اس کاروبار میں ہونے والے کسی نقصان کا ذمہ دار نہیں ہوتا۔ ایک مزدور اور کارخانہ دار کے درمیان یہی 'مضاربت' کا تعلق ہے، جس میں نقصان کی زد اس پر نہیں پڑتی۔ (سیّد ابوالاعلیٰ مودودی)

© rasailojaraid.com